OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

غیر مسلموں کے مقدس مقامات کا تحفظ: سیرت طیبہ اور مسلم حکمرانوں کے عملی اقدامات کا ایک مطالعہ

Protection of non-Muslim holy places: A Study of of Seerat-e-Tayyiba and Practical Steps by Muslim Rulers

Sakina Shahzadi

M.S Candidate Islamic Studies, The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur

Dr. Yasmin Nazir

Assistant Professor Islamic Studies, The Govt. Sadiq College Women University Bahawalpur

Abstract

At a time when civilizational wars are on the rise, the world's religions and their proponents are at loggerheads in the same civilizational conflict. The religion of Islam and its followers seem to be more affected by this whole situation. There are other difficulties and punishments. Every day we come to hear and see the incidents of desecration of places of worship and other holy places of the people of Islam. But a study of history reveals that when these Muslims were in power and how the Muslim caliphs and rulers ruled the world and protected the holy places of other religions, and the followers of other religions and their worship in the Islamic Empire The places were so respected and protected that even in the areas under the control of the rulers who took the name of these religions, they did not consider themselves so safe. The need is that such events and facts scattered in the pages of history in this regard. It should be made clear to the world that Islam and Ibliyan Islam are very open and wide-hearted in this regard. In view of this, this article mentions

CC BY

the Islamic teachings regarding the protection of non-Muslim holy places and places of worship as well as the practical steps of Seerat-e-Tayyiba, Righteous Caliphs and various other great rulers without which the world can still seek guidance. Can be provided a peaceful and serene environment.

Keywords: World religions, Muslim caliphs, Holy places, peaceful environment

تمہید

قرآن حکیم چونکہ انسانی معاشرے کو روح عادل سے ہمکنار کر کے اسے ترقی دینا چاہتا ہے۔ لہذا انسانی معاشرے میں جہاں متنوع نظریات افکار اور عقائد پھیلے ہوئے ہیں۔ ایسے ماحول میں افراد معاشرہ کے درمیان اتحاد و اتفاق، یگانگت اور رواداری کا ماحول معاشرتی ارتقا کے لیے ناگزیر ہوتا ہے۔ قرآن اس ارتقاء کو جاری رکھنے کے لئے معاشرے کے اندر ہر طرح کے تعصب کی مذمت کرتا ہے، ہر طرح کے جبر و استبداد کو مردود قرار دے کر معاشرے کے انسانی حقوق کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ قرآنی افکار کی روشنی میں استوار عادلانہ نظام کی آغوش میں ہر مذہب فکر اور عقیدہ رکھنے والے امن و سلامتی کی زندگی گزار سکتے ہیں۔ قرآن مجید ان کو روادارانہ ماحول مہیا کرتا ہے تاکہ وہ سکون اور اطمینان سے اپنے اپنے عقیدے کے مطابق اپنی عبادت گاہوں میں اپنی مخصوص عبادات ادا کر سکیں، قرآن حکیم ان کی عبادت گاہوں کی حرمت اور حفاظت کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اور قرآن وحدیث کی رُو سے اسلامی ریاست پر لازم ہے کہ وہ تمام مذاہب کے مذہبی مقامات اور عبادت گاہوں کی حرمت کا خیال رکھے اور انہیں تحفظ فراہم کرے۔ قرآن مجید میں سورۃ الحج میں ارشاد گرامی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا.[1](اور اللہ اس کا انتظام کرتا ہے کہ ایک گروہ کی روک تھام دوسرے گروہ کے ذریعے ہوسکے۔ اور وہ سرکش لوگوں کو بے لگام چھوڑ دیتا ہے کہ جو جی میں آئے کرتے چلے جائیں تو (اور چیزیں تو ایک طرف) کسی قوم کی عبادت گاہ تک بھی دنیا میں محفوظ نہ رہتی، خانقاہی گرجا یہودیوں کی عبادت خانے اور مساجد جن میں خدا کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے سب کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے۔) اس آیت کریمہ سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ خدائے پاک کی منشا یہ ہے کہ وہ بعض لوگوں کو بعض دیگر سے دفع کرتا ہے جو لوگ ظلم کرتے ہیں سماجی عدل کے تقاضے پورے نہیں کرتے اور لوگوں کی مذہبی آزادی چھین لیتے ہیں، قوانین فطرت کے تحت خدائے پاک ان کے خلاف بعض دیگر لوگوں کو ابھارتا ہے اور وہ لوگ ان کے ظلم کی بیخ کنی کر کے سماج میں عدل، مذہبی رواداری اور نظریاتی برداشت اور تحمل کا ماحول پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ پاک لوگوں میں قانون دفعہ پیدا کر کے لوگوں پر رحم نہ کرتا اور ہمیشہ اور ابد الآباد تک ظالم جابر سرکش اور نظریاتی انتہا پسندوں کی حکومتیں اور بالادستی قائم رہتی ہیں تو ان کے نظریاتی جبر کی وجہ سے مختلف دیگر کمزور طبقات کی مذہبی عبادت گاہیں، تعلیم گاہیں اور مقامات مقدسہ کی عظمت و وقار پامال ہو جاتی۔ مگر یہ اللہ کا رحم و کرم ہے کہ وہ معاشرے میں ہمیشہ ایک قسم کا توازن بر قرار رکھتا ہے جس کے نتیجے میں کمزور طبقات اپنے حقوق اور مذہبی آزادی سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں قرآن حکیم نے ہر قوم، ہر ملت اور ہر مسلک والوں کے

مذہبی اداروں اور عبادت گاہوں کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ اسی آیت کریمہ کی روشنی میں اسلامی ریاست کا فریضہ ہے کہ دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کو کامل تحفظ فراہم کرے۔ ہر قوم اپنی اقدار کا تحفظ کرتی ہے، اپنی روایات اور ثقافت کو فروغ دینا اس کا جمہوری حق ہے۔ چنانچہ مذہبی اختلافات کے باوجود مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کا تحفظ کریں۔

مقامات مقدسہ کی تکریم ورعایت دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہود و نصاری سے کیے گئے معاہدات سے ہمیں راہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ مسلم ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کو مذہبی آزادی کے تحفظ کو کس قدر یقینی بنایا گیا۔ اس کا اندازہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالیشان سے ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم اقلیت پر ظلم و ستم کرنے اور اس کو تکلیف دینے والے کے لیے سخت وعید فرمائی ہے۔ نیز فرمایا کہ اگر کسی مسلمان نے کسی معاہد سے کوئی چیز اس کی مرضی کے خلاف لی تو روز قیامت میں اس کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف جھگڑوں گا۔ آپ صلیاللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قَالَ: أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .[2] (خبردار! جس کسی نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا جائے اس کا حق غصب کیا آج اس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف تھیہ اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمانوں کے خلاف) جھگڑوں کا"۔) مذکورہ حدیث مبارکہ سے یہ صرف ایک تنبیہ ہی نہیں بلکہ ایک قانون ہے جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں اسلامی مملکت میں جاری تھا۔ جس پر بعد میں بھی عملدرآمد ہوتا رہا اور اب بھیہ اسلامی دستور مملکت کا ایک حصہ ہے۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں اہل نجران سے معاہدہ کرتے وقت انہیں اس بات کی ضمانت دی گئی کہ نجران اور گردونواح کے لوگوں زندگی، ان کا مذہب، املاک، ان کے مویشی، ان کے وجود اور غیر موجود لوگوں اور ان کے قاصدوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امان حاصل ہوگی، کی موجودہ حالت یا حقوق میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ ان کے بتوں کو توڑا جائے گا، ان کے راہبوں کو ان کے عہدوں سے نہیں ہٹایا جائے گا، اسی طرح کی دیگر معاہدات میں بھی غیر مسلم اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔[3] میثاق مدینہ کے مطابق یہود مدینہ کو مکمل آزادی حاصل تھی، اسی طرح بنو جہینہ، بنو ضمرہ اور بنو ربیعہ وغیرہ کو معاہدات کی رو سے مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی۔

غیر مسلموں کے حقوق اور ان کی عبادت گاہوں اور مقامات مقدسہ کا تحفظ جس انداز میں عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا گیا اس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مواثیق، معاہدات اور فرامین کے ذریعے اس تحفظ کو آئینی اور قانونی حیثیت عطا فرمادی تھی۔ عہد نبوی میں اہلِ نجران سے ہونے والا معاہدہ مذہبی تحفظ اور آزادی کے ساتھ ساتھ جملہ حقوق کی حفاظت کے تصور کی عملی وضاحت کرتا ہے۔ اِسے امام ابو عبید قاسم بن سلام، امام حمید بن زنجویہ، ابن سعد اور بلاذری سب نے روایت کیا ہے۔ اِس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تحریری فرمان جاری فرمایا تھا: وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهَا ذِمَّةُ االلهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ االلهِ، عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَأَرْضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ ورهبانيتهم وأساقِفَتِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ وَغَيْرِهِمْ وَبَعْثِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُغَيَّرُ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ، وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُفْتَنُ أُسْقُفٌ مِنْ أُسْقُفِيَتِهِ، وَلَا رَاهِبٌ مِنْ

رَهْبَانِيَتِهِ، وَلَا واقف مِنْ وقافيته، عَلَى مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ أَوْ كَثِيْرٍ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ رَهَقٌ.(4)(اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہلِ نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے اُن کے خون، ان کی جانوں، ان کے مذہب، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کے راہبوں اور پادریوں، ان کے موجود اور غیر موجود افراد، ان کے مویشیوں اور قافلوں اور اُن کے استھان (مذہبی ٹھکانے) وغیرہ کے ضامن اور ذمہ دار ہیں۔ جس دین پر وہ ہیں اس سے ان کو نہ پھیرا جائے گا۔ ان کے حقوق اور اُن کی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی۔ نہ کسی پادری کو، نہ کسی راہب کو، نہ کسی سردار کو اور نہ کسی عبادت گاہ کے خادم کو۔ خواہ اس کا عہدہ معمولی ہو یا بڑا۔ اس سے نہیں ہٹایا جائے گا، اور ان کو کوئی خوف و خطر نہ ہوگا۔)

علامہ ابن قیم "احکام اہل الذمۃ" میں فتح خیبر کے موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح خیبر کے بعد وہاں کے غیر مسلموں کو ان کی عبادت گاہوں پر برقرار رکھا اور ان کی عبادت گاہوں کو مسمار نہیں فرمایا۔ بعد ازاں جب دیگر علاقے سلطنت اسلامی میں شامل ہوئے تو خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اِتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہوئے ان ملکوں میں موجود غیر مسلموں کی کسی عبادت گاہ کو مسمار نہیں کیا۔(5)

مقامات مقدسہ کی تکریم ورعایت دورِ خلافت راشدہ میں

صحابہ کرام کی انفرادی زندگی کا مشاہدہ کریں تو سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں انہوں نے معاشرے کے دیگر افراد کا جن کا تعلق دیگر مذاہب سے تھا کے ساتھ انصاف محبت اور وسعت نظری کے ساتھ معاملات کیے۔ مذہب کے تعصب کی وجہ سے ان کے بنیادی حقوق پر آنچ نہیں آنے دی، اگر وہ عدل سے دشمنی نہ کرتے اور معاشرے میں پر امن رہ کر اپنے مذہب کی پابندی کرتے تو صحابہ کی عظمت کا خیال رکھتے۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ صحابہ نے اشاعت اسلام کے لئے پند و نصیحت اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے بے شمار مظاہر کیے جن کو دیکھ کر متاثر ہو کر بہت سے غیر مسلم مسلمان ہوئے۔ تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔(6) تاریخ شاہد ہے کہ کی مغلوب افراد نے اپنے مذہب کو نہیں چھوڑا اور صحابہ کرام نے ان کو مکمل تحفظ دیا ان کی عبادت گاہوں کا احترام کیا اور انہیں دیگر مسلمانوں کے برابر حقوق دیئے۔ رواداری اور انصاف پسندی کا ایک اقرار یورپی مفکرین میں بھی کیا۔ ایک فرانسیسی مصنف موسیولیبان کی شہادت ہے: "عربوں نے اندلس کے باشندوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جو انہوں نے شام اور مصر میں کیا تھا، ان کا مال، ان کے کلیسے، ان کے قوانین انہیں دیئے"۔(7) وہ مزید لکھتے ہیں کہ: "حکومت عرب کے زمانہ میں بکثرت کلیسا کا تعمیر ہونا بھی دلیل اس امر کی ہے کہ وہ اقوام مفتوحہ کے مذاہب کی کس قدر عزت کرتے تھے"۔(8)

عہد صدیقی میں غیر مسلموں مقدس مقامات کا تحفظ

دیگر صحابہ کرام کی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اس سیرت رسول کی روشنی میں دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ مذہبی رواداری کو برقرار رکھا۔ عہد نبوت میں دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو اسلامی سلطنت میں پناہ دی گئی اور انہیں باقاعدہ معاہدات کے ذریعہ حقوق کا تحفظ دیا گیا۔ اور ان کی عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کو قانونی تحفظ فراہم کیا گیا۔ کتاب الخراج میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ ابو بکر صدیقؓ کے معاہدہ کو نقل کیا ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ہذا ماکتب بہ عبداللہ ابو بکر خلیفۃ محمد النبی ﷺ لاہل نجران

اجارہم بجوار اللہ وذمة محمد النبی رسول ﷺ علی انفسہم وارضہم و ملتہم و اموالہم وحاشیتہم وعبادتہم وغائبہم وشاہدہم واساقفتہم ورہبانہم وبیعہم وکل ما تحت ایدیہم من قلیل او کثیر ولایعسرون ولایغیر اسیقف من اسقفیته ولا راہب من رہبانیته وفاء لہم بکل ما کتب لہم محمد النبی ﷺ۔(9)(شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان بہت مہربان ہے۔یہ ہے وہ تحریر جو اللہ کے بندے اللہ کے نبی رسول محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ (سیدنا) ابو بکر (رضی اللہ تعالی عنہ) نے اہل نجران کے لئے سپر د قلم کی ہے، اس نے ان کو ان کے جانور، زمینوں، مذہب، اموال، ماتحت لوگوں، ان کی عبادت، ان میں سے غیر حاضر لوگوں اور موجودہ افراد ان کے اساقفہ، راہبوں، عبادت گاہوں، اور ان کے قبضہ میں تھوڑا زیادہ جو کچھ بھی ہے ان تمام کے سلسلہ میں اللہ کی امان اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ داری کی پناہ میں لے لیا ہے، نہیں نہ کوئی نقصان پہنچایا جائے گا نہ کسی تنگی میں مبتلا کیا جائے گا، کسی اسقف کو اس کی اقفیت سے اور کسی راہب کو اس کی رہبانیت سے نہیں ہٹایا جائے گا،(یہ عہد) ان تمام وعدوں کی تکمیل کے طور پر کیا جارہا ہے جو محمد نبی صلی اللہ علیہو سلم نے ان کے لیے تحریر فرمائے ہیں)

عہد فاروقی میں غیر مسلموں کے مقامات مقدسہ کا تحفظ

عہد فاروقی میں بھی غیر مسلم شہریوں کے تحفظ اور حقوق کے ساتھ ساتھ نفسِ انسانی کے احترام اور وقار میں اس قدر اضافہ ہوا کہ مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلم شہری اسلامی ریاست میں اپنے آپ کو زیادہ محفوظ اور آزاد سمجھتے تھے۔اور ان کی عبادت گاہوں کا بھی سرکاری تحفظ حاصل تھا۔اس کا اعتراف مشہور مستشرق (orientalist) منٹگمری واٹ (Montgomery Watt) نے بھی کیا ہے:

> The Christians were probably better off as dhimmis under Muslim Arab rulers than they had been under the Byzantine Greeks.(10)
>
> (عیسائی، عرب مسلم حکمرانوں کے دورِ اقتدار میں بطور غیر مسلم شہری اپنے آپ کو یونانی بازنطینی حکمرانوں کی رعیت میں رہنے سے زیادہ محفوظ اور بہتر سمجھتے تھے۔)

حضرت عمرؓ نے بھی حضرت ابو بکرؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے غیر مذاہب کی عبادت گاہوں کو تحفظ فراہم کیا جس کی تائید اہل نجران کے ساتھ ان کے معاہدے سے ہوتی ہے، جس میں انہوں نے حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے معاہدہ کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ہذا ما کتب به عمر امیر المومنین لاہل نجران من سار منہم من امان اللہ لایضرہ احد من المسلمین وفاء لہم بما کتب لہم محمد النبی ﷺ وابوبکر رضی اللہ تعالی عنه۔(11)(یہ وہ تحریر ہے جو امیر المومنین (حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے اہل نجران کے لیے لکھی ہے۔ان میں سے جو لوگ بھی (نجران یمن سے) روانہ ہورہے ہیں ان کو اللہ کی امان حاصل ہے۔مسلمانوں میں سے کوئی بھی انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔یہ اس (عہد نامے) کے ایفاء کے طور پر (لکھا گیا) ہے۔جو نبی ﷺ اور ابو بکرؓ نے ان کے لئے تحریر فرمایا تھا۔)

فلسطین اور عمر فارق رضی اللہ عنہ

مسلمانوں نے عیسائیوں کا محاصرہ کیا، عیسائی قلعہ بند ہو کر لڑتے رہے، بالآخر ہمت ہار کر صلح کی پیشکش کی اور اپنے اطمینان کے لئے یہ شرط رکھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں سے صلح کا معاہدہ لکھا جائے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ صحابہ کرام سے مشاورت کے بعد بیت المقدس پہنچے اور ایک تاریخ ساز معاہدہ ترتیب دیا، جس میں عیسائی اقلیت کی جان ومال، عزت و آبرو، جاہ و حشمت، کلیسا و صلیب اور مذہبی آزادی کی مکمل ضمانت دی۔ یہ معاہدہ اسلام کی اقلیت نواز تعلیمات اور ان کے مقامات مقدسہ کے تحفظ اور ان کی تکریم ورعایت کا آئینہ دار ہے۔ حضرت عمر جابیہ مقام پر پہنچے، یہیں اہل قدس کے نمائندے خلیفۃ المسلمین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلح کی درخواست کی، حضرت عمر نے یہ درخواست منظور کی اور حسب ذیل عہد نامہ سے اپنے دستخطوں کرکے ان کو عطا فرمایا[12] جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

هذا ما اعطىٰ عبد الله عمر امير المومنين اهل ايليا من الامان اعطاهم امانالانفسهم واموالهم ولكنائسهم وصلبانهم وسقيمها بريها وسائر ملتهاانه لايسكن كنائسهم ولاتهدم ولاينقض منها ولا من حيز هاولا من صلبهم ولا كن شئ من اموالهم ولا يكرمون على دينهم ولا يضارا حد من اليهود و على اهل ايلياء ان يعطوا الجزية كما يعطى اهل المدائن و عليهم ان يخرجوا منها الروم واللصوص فمن خرج منهم فهوا من على نفسه وماله حتى يبلغوا ما منهم ومن اقام منهم فهوا من و عليه مثل اهلا ايلياء من الجزية و من احب من اهل ايلياء ان يسير بنفسه وماله مع الروم و يخلى بيعهم و صلبهم فانهم آمنون على انفسهم و على بينعهم و صلبهم حتى يبلغوا ما منهم و على مافى هذا الكتاب عدہ الله و ذمة رسوله و ذمة الخلفاء و ذمة الكومنين اذا اعطو الذى عليهم من الجزية شهد على ذلك خالد بن الوليد و عمر بن العاص و عبد الرحمان بن عوف و معاوية ابى سفيان و كتب و حضر سنه 15 ہجری۔[13]

(یہ وہ امان ہے، جو اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر نے ایلیاء کے لوگوں کو دی ہے۔ یہ امان ان کی جان، مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے، اس طرح پر کہ ان کے گرجاؤں میں نہ سکونت کی جائے گی، نہ وہ ڈھائے جائیں گے، نہ ان کو اور نہ ان کے احاطہ کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی۔ مذہب کے بارے میں جبر نہ کیا جائے گا، نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ ایلیاء میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے، ایلیاء والوں پر فرض ہے کہ اور شہروں کی طرح جزیہ دیں اور یونانیوں اور چوروں کو نکال دیں۔ ان یونانیوں میں سے جو شہر سے نکلے گا، اس کی جان اور مال کو امن ہے، تاکہ وہ جائے پناہ تک پہنچ جائے اور جو ایلیاء ہی میں رہائش اختیار کرلے تو اس کو بھی امن ہے اور اس کو جزیہ دینا ہوگا۔ ایلیاء والوں میں سے جو شخص اپنی جان ومال لے کر یونانیوں کے ساتھ چلا جانا چاہے تو ان کو، ان کے گرجاؤں کو اور صلیبوں کو امن ہے، یہاں تک کہ وہ اپنی جائے پناہ تک پہنچ جائیں۔ جو کچھ اس تحریر میں ہے، اس پر اللہ کا عہد،

رسول خدا، خلفاء اور عام مؤمنین کے ذمہ ہے، بشرطیکہ یہ جزیہ ادا کرتے رہیں"۔ اس تحریر پر حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم گواہ ہیں اور یہ تحریر ۱۵ ہجری میں لکھی گئی۔)

ملک شام اور عمر فاروق:

ملک شام کی فتح کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو فرمان لکھا، اس میں یہ الفاظ درج ہیں: "مسلمانوں کو منع کرنا کہ ذمیوں پر ظلم نہ کرنے پائیں، نہ ان کا مال بے وجہ کھائیں اور جس قدر شرطیں تم نے ان کے ساتھ طے کی ہیں، ان سب کو پورا کرو"۔ [14] یہ حکم عام تھا جس میں تمام حقوق کے تحفظ کا کیا گیا تھا، ے تاہم حضرت عمر نے جو سابقہ طے شدہ شرائط کو پورا کرنے کا حکم دیا اس میں عبادت گاہوں اور ان کے مقدس مقامات کا کی تکریم و رعایت بھی شامل تھی۔

حضرت خالد بن ولید اور فتح دمشق

خلفائے راشدین نے اپنے زمانہ میں جو فتوحات کی ہیں ان کی تاریخ کے مطالعہ سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی غیر مسلم رعایا کے ساتھ جس قدر رعایتیں ممکن ہو سکتی ہیں کیں، 14 ہجری میں فتح دمشق کا واقعہ پیش آیا ہے، حضرت خالد بن ولید نے اس موقع پر جو امان نامہ عطا کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: بسم الله الرحمن الرحيم هذا مااعطى خالد بن الوليد اهل دمشق اذا دخلها اعطاهم امانا على انفسهم واموالهم وكنائسهم وسور مدينتهم لايهدم ولايسكن شى من دورهم لهم بذالک عهد الله وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم والخلفاء والمؤمنين لايعرض لهم الابخير اذا اعطوالجزية"[15] (شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور کرم فرماتا ہے یہ وہ پروانہ جو خالد بن ولید نے اہل دمشق کو وہاں داخل ہوتے وقت عطا کیا، آپ نے ان تمام کو جان و مال اور عبادت خانوں اور شہر پناہ کی طرف سے امن بخشا، علاوہ ازیں شہر پناہ نہ ڈھائیں گے اور نہ ان کے گھروں میں کوئی سکونت اختیار کرے گا، اس لیے کہ ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء نے اور تمام مؤمنین کی طرف سے ان چیزوں کا عہد لیا ہے جب تک یہ جزیہ دیتے رہیں گے سوائے بھلائی کے اور کوئی اعتراض نہ ہوگا۔) اس امان نامہ کا ایک ایک جملہ اس بات پر واضح دلالت کرتا ہے کہ غیر مسلم رعایا کے جان، مال، گرجے، شہر اور ان کے گھر سب چیزوں کے لیے امن و امان کا اقرار کیا گیا ہے۔

اہل عانات

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب حسبِ فرمان خلیفۂ اوّل اہل عانات سے جو معاہدہ کیا اسمیں لکھا: گرجے اور خانقاہیں منہدم نہیں کی جائیں گی اور وہ ہماری نماز پنجگانہ کے سوا ہر وقت اپنا ناقوس بجاسکتے ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں۔(16)

عہد عثمانی

حضرت عثمان غنی نے بھی اس سابقہ معاہدے کو برقرار رکھا اور اس پر مکمل عمل درآمد کیا۔ اور جب ولید بن عقبہ کی اس بارے شکایت موصول ہوئی تو فوراً خط لکھ کر اس معاہدہ پر عمل درآمد کا پابند بنایا۔ اور پھر حضرت عثمانؓ کی فہم و فراست و دور رس نگاہ تو دیکھئے کہ ولید کو اس بات کا بھی حکماً پابند کیا کہ یہ معاہدہ نامہ پڑھ کر اپنے پاس رکھنے کی بجائے ان عیسائیوں کو واپس کر دیا جائے۔ تاکہ آئندہ اگر کوئی ان کے ساتھ کوئی زیادتی کرے اور ان کے طے شدہ اور تسلیم شدہ حقوق کو غصب کرنے کا ارتکاب

کرے تو یہ معاہدہ ان کے پاس بطور ثبوت کے موجود ہو۔ حضرت عثمان غنیؓ کا خط ملاحظہ ہو:"من عبد الله عثمان امير المؤمنين الى الوليد بن عقبه سلام الله عليك فاني احمد الله الذي لا اله الا هو. اما بعد فان الاسقف بالعقل بسرعات اهل نجران الذين بالعراق توني الى فاروني امر لهم وقد علمت اصابهم من المسلمين واني قد خففت انهم ثلاثون كلا من جزيتهم ركنا بوجه الله تعالى جل ثناءه، و اني غصيت لهم بكل ارضي هم التي تسبق عليهم امر وقضاء مكان ارضهم بالجمل خصوصي بهم خيرا فانهم اخوان لهم ذمه وكانت بيني وبينهم معرفه بندر صحيفه كان عمر كتبها لهم فاوفى هم ما فيها لقد قرات صحيفته فردد ها عليهم والسلام وكتب حمران بن ابان لنصف من شعبان سنه27۔"[17](اللہ کے بندے امیر المومنین عثمان رضی اللہ ہو تعالیٰ عنہ کی طرف سے ولید بن عقبہ کو سلام اللہ علیہا میں اس خدا کی حمد بجالا تا ہوں جس کے سوا اور کوئی الہ نہیں۔) اما بعد! عراق میں نجران کے جو باشندے ہیں ان کے اسقف، عاقب اور سردار لوگوں نے میرے پاس آکر مجھ سے شکایت کی اور مجھے وہ شرط دکھائی جو سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کے ساتھ طے کی تھی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں میں سے ان لوگوں کو کیا نقصانات پہنچے ہیں، میں نے ان کے جزیہ میں سے 30 جوڑوں کی تخفیف کر دی ہے۔ انہیں میں نے اللہ جل ثنائہ کی راہ میں بخش دیا ہے، اور میں نے ہر وہ زمین ان کو دے دی جو سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کیمینی زمین کے عوض انہیں صدقہ کی تھی، تم ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی ہدایت حاصل کرو، کیونکہیہ ایسے لوگ ہیں جنہیں ذمہ حاصل ہے، اور میرے اور ان کے تعلقات بھی اچھے رہے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ ہو تعالیٰ عنہ نے ان کے لئے جو صحیفہ تحریر کیا تھا اس کو غور سے دیکھ لو اور اس میں جو کچھ درج ہے وہ ان کے ساتھ پورا کرو جب تم ان کا صحیفہ پڑھ لو تو اسے انہیں واپس دے دینا"۔
والسلام۔

اس تحریر کو حمران ابن ابان نے نصف شعبان 27ھ میں سپردِ قلم کیا۔

عہد حضرت علیؓ

حضرت علیؓ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے بھی اس معاہدہ کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اس معاہدہ کی باقاعدہ انہی سابقہ شرائط کے ساتھ تجدید بھی کی۔

> هذا كتاب من عبد الله بن علي بن ابي طالب رضي الله عنه امير المؤمنين لاهل نجرانية انكم اتيتموني بكتاب من نبي الله فيه شرط لكم على انفسكم وأموالكم واني وفيت لكم بما كتب الله لكم محمد و ابو بكر وعمر فما أتي عليهم من المسلمين فليف لهم لا يضاموا و لا يظلموا ولا تنتقص حق من حقوقهم۔ كتب عبد الله بن ابي رافع لعشر خلون من جمادى الاخرى سنة سبع وثلاثين منذ ولج رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة.[18]
>
> (یہ اللہ کے بندے امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے نجرانی لوگوں کے لئے ایک تحریر ہے، تم لوگ میرے پاس اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تحریر لے کر آئے ہو جس میں تمہارے لیے تمہاری جانوں اور اموال کے سلسلہ میں شرط لکھی ہے۔ تمہارے لیے محمد صلی اللہ علیہ

وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ میں نے پورا کر دیا، لہذا اب جو مسلمان بھی ان کے یہاں جائے اسے ان وعدوں کو پورا کرنا چاہیے (جو ان کے ساتھ کیے گئے ہیں) نہ ان کو دبایا جائے نہ ان کے ساتھ ظلم دیا جائے گا نہ ان کے حقوق میں سے کسی خط میں کوئی کمی کی جائے گی۔

(اس دستاویز کو) عبداللہ بن رافع نے لکھا، لکھتے وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں داخل ہونے کے بعد سینتیسویں سال کے ماہ جمادی الاخریٰ کے دس دن گزر چکے تھے۔)

صحابہ کرام کے دیگر خصائص اور اخلاقیات اتنے اعلی تھے جن کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی مگر مذہبی رواداری کا جو کردار صحابہ نے پیش کیا وہ شاید ہی دنیا کے کسی مذہب کے پیروکار پیش کر سکیں۔ صحابہ کرام کے عہد میں بہت سے علاقے فتح ہوئے مگر کسی مفتوح علاقے میں دیگر مذاہب کے مقدس مقامات اور ان کی عبادت گاہوں کے انہدام یا انکی بے حرمتی کے ثبوت تاریخ میں نہیں ملتے۔ مگر انہی صحابہ کے پروکاروں اور ان کے نام لیواؤں کے ساتھ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کا سلوک نہایت ظالمانہ اور بے رحمانہ ہے۔

عہد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ

عہد رسالت اور خلفاء راشدین میں ذمیوں کے حقوق کی حفاظت کے ساتھ ساتھ دیگر ملحقہ قبائل اور اقوام سے خوشگوار تعلقات کا بڑا ہی خیال رکھا گیا۔ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں بھی اس امر کا خیال اہتمام کیا گیا، اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں کو مکمل آزادی حاصل تھی، ان کی عبادت گاہوں سے کوئی تعرض نہ کیا گیا۔ سابقہ خلفاء کی بنسبت سیدنا میرے معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو دیگر غیر مسلم اقوام سے کافی واسطہ پڑا خاص کر عیسائیوں سے۔ آپ نہ صرف خود معاہدہ کے پابند تھے بلکہ آپ کے اعمال بھی معاہدہ کی پابندی کرتے تھے۔ "ایک مسجد جو عہد عمر فاروق رضی اللہ ہو تعالیٰ عنہ میں یوحنا کے گرجے کے ساتھ تعمیر کی گئی تھی، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں اسے وسیع کرنے کی غرض سے گرجا کی زمین اس میں شامل کرنا چاہیے لیکن عیسائیوں کی آدمی رضامندی کی وجہ سے اپنے ارادہ ترک کر دیا۔[19]

معاہدہ تفلیس

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اہل آرمینیا نے عہد شکنی کی، اس وقت انہوں نے حبیب بن مسلمہ کو حاکم مقرر کر رکھا تھا، اس وقت حبیب جرزان میں تھے۔ اس لیے انہوں نے اہل تفلیس اور اس سے متعلقہ پہاڑی علاقوں کے لوگوں سے خط وکتابت کی۔ پھر انہوں نے ان سے مقابلہ کیا تا آنکہ انہوں نے صلح قبول کر لی۔ حضرت حبیب رضی اللہ تعالی عنہ سے معاہدہ کر لیا خط وکتابت کے بعد وعدہ جو منظور ہوا درج ذیل ہے۔ حبیب بن مسلمہ نے اہل تفلیس کو جو امان لکھ کر دی، اس کے الفاظ یہ تھے:ہذا كتاب من حبيب بن مسلمة لاہل تفليس من جرزان ارض الهرمز بالامان على انفسكم واموالكم وصوامعكم وبيعكم وصلواتكم على الاقرار بصغار الجزية[20](یہ نوشت حبیب بن مسلمہ کی طرف سے سرزمین ہرمز میں اہل تفلیس کے لیے ہے۔ تمھیں اس شرط پر جان ومال، خانقاہوں، گرجوں اور معبدوں کی امان دی جاتی ہے کہ تم جزیہ کی ذلت قبول کیے رکھو گے۔) اس معاہدے میں پہلی شرط ہیں ان کے عبادت خانوں اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کی کی گئی ہے۔

عہد عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے اُسوۂ مبارکہ کے مطابق حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اپنے ماتحت افسران کو حکم دیتے تھے: أَنْ لَا تَهْدِمُوْا كَنِيْسَةً وَلَا بِيْعَةً وَلَا بَيْتَ نَارٍ.(21)(کسی گرجا، کلیسا اور آتش کدہ کو مسمار نہ کرو۔) امام ابو عبید نے "کتاب الاموال" میں عمر بن عبد العزیز کا اس طرح کا ایک خط نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ابی بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عمر بن عبد العزیز کا خط آیا جس میں لکھا تھا: "تم نہ کسی کنیسہ کو منہدم کرو نہ یہود کے معبد کو نہ آتشکدہ کو، نہ ہی کوئی نیا کنیسہ تعمیر ہونے دو نہ یہود کا معبد نہ آتش کدہ"۔(22)

عہد اموی میں گرجوں کی تعمیر

بنو امیہ کے دور کے لیے گردوں کی تعمیر کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن کا کتب تاریخ میں ذکر ملتا ہے، عبد الملک کے عہد خلافت میں شہر "الرہا" (اڑیسہ) ایک دولتمند نصرانی نے جس کا نام اتاناسیوس تھا اپنے آبائی شہر میں ایک نفیس گرجا حضرت مریم کے نام سے تعبیر کروایا اور اس اصطباغ دینے کے لیے علیحدہ عمارت بنائی۔ اس نے حضرت موسی علیہ السلام کی تصویر رکھی جس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ شاہ ابجر کو بھیجی گئی تھی۔ اس نے فسطاط میں دو عظیم گرجے بنائے اور مصر کے دو شہروں میں گرجے اور راہبوں کے لیے خانقاہیں تعمیر کیں۔ عبد العزیز بن مروان والی مصر کی ملازمت میں چند عیسائی حاجب تھے، انہوں نے اسلامی حکومت کی اجازت سے شہر حلوان میں ایک گرجا قدیسیوحنا کے نام سے تعبیر کیا، حالانکہ اس شہر کی بنیاد مسلمانوں نے ڈالی تھی۔ 711ء میں یعقوبی فرقہ کا ایک گرجا شہر انطاکیہ میں خلیفہ الولید کے حکم سے تعمیر ہوا، یزید ثانی کے عہد حکومت میں انطاکیہ کا یعقوبی اسقف مارلیاس بہت سے پادریوں اور راہبوں کے ساتھ بڑے وقار اور تمکنت کے ساتھ انطاکیہ میں داخل ہوا اور ایک نئے گھر کی افتتاح کیا جب اس نے وہاں بنوایا تھا۔ اگلے روز اس نے ضلع انطاکیہ کے ایک گاؤں سرمدہ میں ایک اور گرجے کا افتتاح کیا۔(23)

محمد بن قاسم

محمد بن قاسم کے دور حکومت میں ہندوستان میں مقدس مقامات کی تکریم و رعایت اس قدر کی جاتی تھی کہ ان مقامات کا تحفظ اولین اصول تھا چنانچہ ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ: "اسلامی حکومتوں کے بارے میں اغراض پسندوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ مسلمان نہایت جابر تھے ظالم تھے ان دونوں کے دشمن تھے۔ لیکن حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں نے کس قدر رواداری کے ساتھ حکومت کی ہے اس کا اندازہ ہندوستان میں مسلمانوں کی سب سے پہلی سلطنت "حکومت سندھ" کے حالات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ سندھ کی اسلامی حکومت کا سب سے پہلا اصول یہ تھا کہ کسی کے مذہبی معاملے میں مداخلت نہ کی جائے۔ چنانچہ سندھ کے ہندو اور بدھوں کو پوری آزادی تھی کہ وہ جس طرح چاہیں پوجا پاٹ کریں۔ اس کے علاوہ سندھ کی حکومت مندروں کی مرمت کو بھی اپنا فرض خیال کرتی تھی اس فرض کے پیش نظر برہمن آباد، ملتان الور اور دیگر مقامات پر اسلامی خزانہ سے مندروں کی مرمت کرائی جاتی تھی"۔(24) نیز چچ نامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ محمد بن قاسم نے برہمن آباد کے لوگوں کی بدھ مندر کے تعمیر کروائے جانے کی درخواست حجاج کو بھیج دی تھی اور اسکا جواب "کچھ دن بعد" ہی موصول ہو گیا تھا نہ کہ کئی مہینے یا سالوں کے بعد۔(25) نیز فتح ملتان اور فتح الور کے موقع پر ہندوؤں کے مندوروں کے انہدام اور انہیں نقصان پہنچانے سے گریز کیا گیا۔(26)

ہندوستان کے دیگر مسلم حکمران اسی فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ جن میں ظہیر الدین بابر، سلطان زین العابدین، اورنگ زیب عالمگیر، ٹیپو سلطان، رضیہ سلطانہ، فیروز شاہ، سلطان سکندر بن سلطان سر فہرست ہیں، ان کے دور حکمرانی میں کہیں بھی دیگر مذاہب کے عبادت خانوں اور مقدس مقامات کو نقصان نہیں پہنچایا گیا۔([27])

نتائج بحث

پیش نظر موضوع کا جائزہ لینے سے جو نتائج سامنے آتے ہیں کہاسلامی ریاست کا فریضہ ہے کہ دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کو کامل تحفظ فراہم کرے۔ جیسا کہ ہر قوم اپنی اقدار کا تحفظ کرتی ہے، اپنی روایات اور ثقافت کو فروغ دینا اس کا جمہوری حق ہے۔ چنانچہ مذہبی اختلافات کے باوجود مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کا تحفظ کریں غیر مسلموں کے حقوق اور ان کی عبادت گاہوں اور مقامات مقدسہ کا تحفظ جس انداز میں عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا گیا اس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مواثیق، معاہدات اور فرامین کے ذریعے اس تحفظ کو آئینی اور قانونی حیثیت عطا فرمادی تھی اور خلفاء راشدین، صحابہ کرام، عہد بنو امیہ سے لے کر تاہم عصر حاضر تک غیر مسلموں کو مکمل تحفظ، ان کی عبادت گاہوں کا احترام کرنا، ان کو مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ دیگر مسلمانوں کے برابر حقوق دینا۔ اسلامی حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔

References

[1]Al Baqrah, 2:251

[2]Abu Dawud, Sulayman Bin Ashath, Al-Sunan Abi Dawood (Beirut, Dar Ul-Kitab Al-Ilmiah, 2007AD) Hadith No:3052

[3]Ibn-E-Saad, Abu Abdullah Muhammad Bin Saad Bin Munee, Al-Tabqaat Ul Kubra(Beirut, Dar Ul-Kitab Al-Ilmiah, 1410AH-1990AD)1:267

[4]Ibn-E-Saad, , Al-Tabqaat Ul Kubra, 1:288

[5]Ibn-E-Qayum, Shams-Ul-Deen Muhammad Bin Abi Bakkar Bin Ayuob Bin Saad, Ahkam Ahl Zimah(Al-Dmam, Rimadi Lilnashar,1418AH)3:1199

[6]Al-Tibri, Abu Jaffer Muhammad Bin Jareer, Tareekh-Ul- Ummam Wal Malook(Translater: Syed Muhammad Ibrahim Nidwi) Pg:2224

[7]Mosio Leban, Tamdun Arab(Haidra Abad Dakan, Azam Asteem Press Govt Educational Printer) Pg:248

[8]Mosio Leban, Tamdun Arab, Pg:258

[9]Abu Yousaf Yaqoob Bin Ibrahim,Kitab-Ul-Khiraj,Translater:Niaz Ahmed Okarwi(Lahore, Maktabh Rehmaniah) Pg:213

[10]Watt, Islamic Political Thought : The Basic Concepts, Pg: 51.

[11]Abu Yousaf Yaqoob Bin Ibrahim,Kitab-Ul-Khiraj, Pg:213

[12]Mufti Zain-Ul-Abdin,Sajjad Meerathi, Mufti Intazam Allah Shahbi Akbbar Abadi, Tareekh E Milat (Lahore, Idara Islamiat, 1991AD) Pg:271

[13]Ibn-E-Jareer Tibri, Tareekh-E-Tibri, Pg:12

[14]bu Yousaf Yaqoob Bin Ibrahim,Kitab-Ul-Khiraj, Pg:82

[15]Hameed Ibn Zanjviah, Kitab Ul Amwal(Markaz Al Malak Al Faisal Albahoos Waldirasat Ul Islamiah,1986AD) Pg:375

[16]Muhammad Humaid Ul Allah , Al Wasaiq Al Siasiah(Beirut, Dar Ul Nafaies, 1407AH) Pg:357

[17]Abu Yousaf Yaqoob Bin Ibrahim,Kitab-Ul-Khiraj, Pg:214

[18]Abu Yousaf Yaqoob Bin Ibrahim,Kitab-Ul-Khiraj, Pg:217
[19]Filp, K Hitti, Tarikh-E-Sham, Translater: Sheikh Anayat Ul Allah(Lahore,Ghulam &Sons)Pg:353
[20]Al-Tibri, Abu Jaffer Muhammad Bin Jareer, Tareekh-Ul- Ummam Wal Malook(Translater: Syed Muhammad Ibrahim Nidwi)4:180
[21]Ibn-E-Qayum, Shams-Ul-Deen Muhammad Bin Abi Bakkar Bin Ayuob Bin Saad, Ahkam Ahl-U-Zimah(Al-Dmam, Rimadi Lilnashar,1418AH)3:1200
[22]Abu Ubaid Al Qasim Bin Salam, Kitab Ul Amwal, Translater:Abdul Rehman Tahir Sorti(Islamabad, Idara Tehqeeqat Islami) Pg:130
[23]Arnold TW, Dawat E Islam, Translater:Sheikh Anayt Ul Allah(Lahore, Mehkma Oqaf Punjab, 1972AD) Pg:81
[24]Mufti Shoukat Ali Fehmi, Hindustan Pr Islami Hakoomat(Kirachi, City Book Point Kitab Market Urdu Bazaar, 2005AD) Pg:28
[25]Nabi Bakhsh Baloch, Chuch Nama, Translater:Akhter Rizvi(Sindh, Sindhi Adab Board Jamshoro, 2008AD)Pg: 214
[26]Mufti Zain-Ul-Abdin,Sajjad Meerathi, Mufti Intazam Allah Shahbi Akbbar Abadi, Tareekh E Milat, 3:386
27 (A)Mubarakpuri,Qazi Athar, Hindustan Mein Arbon Ki Hakoomatien(Lahore,Maktba Aliah,1987AD)Pg:249
(B)Sabah Ul Deen Abdul Rehman, Babri Masjid Tareekh Pass E Manzar Or Paish E Manzar Ki Roshni Mein(India, Dar Ul Musanifeen Azam Garh)Pg:9
(C) Mufti Zain-Ul-Abdin,Sajjad Meerathi, Mufti Intazam Allah Shahbi Akbbar Abadi, Tareekh E Milat, 3:719
(D) Muhammad Majeed Salak, Muslim Saqafat Hindustan Mein(Lahore, Idara Saqafat Islamiah Club.2011AD)Pg:405